

کر خاموشی اختیار کر لی۔ اور نزاکت کے باعث تم اس خاموشی کو بھی فریاد و فغاں قرار دے رہے ہو۔ میری عاجزی اور ناتوانی کی یہ کیفیت ہے کہ تم نے ستم سے ہاتھ کھینچ کر تغافل اختیار کر لیا تو میں اسے بھی اپنے لیے ستم سمجھ رہا ہوں۔  
میرزا کا مقصد صرف یہ ہے کہ محبوب کی نزاکت اور اپنے عجز و ناتوانی کی کیفیت واضح کر دیں۔ اس کی نزاکت کے لیے خاموشی کو فریاد و فغاں قرار دیا، اور اپنی ناتوانی کے لیے تغافل کو ستم بنا دیا۔

۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ لغات - مقطع : سفر ختم ہونے کا مقام، آخری منزل۔

نجف : عام روایت کے مطابق وہ مقام، جہاں حضرت علی کا روضہ ہے۔  
طوفِ حرم : خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنا، یعنی گھومنا۔

کشش کافِ کرم : لفظ "کرم" کے کاف کی کشش۔ چونکہ یہ کشش لمبی ہوتی ہے، اس لیے اسے راستہ قرار دیا۔ اس سفر کا مقصد حصولِ کرم تھا۔ یعنی لطف و کرم سے فائدہ اٹھانے کی آرزو تھی، لہذا کشش کافِ کرم کی مناسبت بالکل واضح ہے۔

شرح : ہمارے لکھنؤ آنے کا سبب واضح نہیں ہوتا۔ ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہم سیر و تماشا کے لیے آئے، لیکن اس کے ہم چنچاں شائق نہیں۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ لکھنؤ ہمارے سفر کا مقام اختتام اور ہمارے سلسلہ

شوق کی آخری منزل ہے، کیونکہ ہمارا ارادہ تو یہ ہے، نجف اشرف پہنچیں، حضرت علیؑ کے روضے کی زیارت سے مشرف ہوں، پھر مکہ مکرمہ پہنچ کر فائدہ کعبہ کا طواف کریں اور مزیلینہ حج سے فارغ ہو جائیں۔ گویا ہماری آخری منزلیں تو نجف اور مکہ مکرمہ ہیں۔

اے غالب ! ایک اُمید ہمیں لیے جا رہی ہے اور کرم کے کاف کی کشش ہمارے لیے راستہ بن گئی ہے۔

یہ غزل میرزا غالب نے اُس زمانے میں کہی تھی، جب وہ پنشن کے لیے